رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزنامہ

خطبہ نمبر ۸

لاہور پاکستان

الفضل

یوم شنبہ

فی پرچہ ۱؍

جلد ۱ | یکم ماہ نبوت ۱۳۲۶ ہش | ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ | یکم نومبر ۱۹۴۷ء | نمبر ۸

اخبار احمدیہ

لاہور ۳۱ ماہ اخاء۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۵ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت سردرد اور کمر درد کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

افسوس حافظ ملک محمد صاحب برادر اکبر جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی اہلیہ صاحبہ طویل علالت کے بعد وفات پاگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعد نماز جمعہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے نماز جنازہ پڑھی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ احباب بلندیٔ درجات کے لئے دعا فرمائیں ۔

خطبہ عید الاضحیہ

عید الاضحیہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنا غم بھول جانے کا سبق سکھاتی ہے

مبتلائے مصائب مسلمان تقدیر الٰہی خوشی سے قبول کریں اور مصائب ہمت و استقلال سے برداشت کریں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۲۶؍ اکتوبر ۱۹۴۷ء بمقام منٹو پارک لاہور

مرتبہ:۔ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

دنیا کی ہر چیز میں ایک نسبت پائی جاتی ہے۔ اور نسبتوں کو نظر انداز کر دینا کبھی انسان کے لئے سُکھ کا موجب نہیں ہوتا۔ اپنے اپنے مقام پر ہر چیز کی ایک اہمیت بھی ہوتی ہے۔ اور اپنے اپنے مقام پر ہر چیز دوسرے کے لئے قربان بھی کی جاتی ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کلکم راعٍ وکلکم مسئولٌ عن رعیتہ۔ تم میں سے ہر شخص ایک نگران کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور جو چیزیں اس کے سپرد کی گئی ہیں۔ ان کے متعلق وہ خدا تعالےٰ کے سامنے جواب دہ ہوگا۔ اب کلکم راعٍ کے الفاظ بتاتے ہیں۔ کہ نسبت کا اصل بالکل درست ہے۔ کیونکہ کلکم راعٍ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بادشاہ بھی ایک راعی ہے۔ اور اس سے رعایا کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس حدیث میں یہ نہیں فرمایا کہ صرف بادشاہ راعی ہے بلکہ فرمایا ہے کلکم راعٍ تم میں سے ہر شخص ایک راعی کی حیثیت رکھتا ہے پس بادشاہ ہی نہیں ایک وزیر بھی راعی ہے۔ اور اسے اللہ تعالےٰ کے حضور جواب دہ ہونا پڑے گا۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ اپنے بادشاہ کے سامنے بھی جواب دہ ہے۔ پھر گورنر بھی راعی ہے۔ اور اپنی رعایا کے متعلق اسے اللہ تعالےٰ کے حضور جواب دینا پڑے گا۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ وزیر کے سامنے بھی جواب دہ ہے پس کلکم راعٍ وکلکم مسئولٌ عن رعیتہ نے بتا دیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نسبت کے اصل کو تسلیم فرماتے ہیں۔ اگر نسبت کے اصل کو تسلیم نہ کیا جائے تو ایک ہی راعی ہوگا۔ مگر آپ فرماتے ہیں تم میں سے ہر شخص ایک راعی کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ خاکروب بھی اپنی جگہ ایک راعی ہے۔ اور چرواہا جو بکریاں چرواتا ہے۔ وہ بھی اپنی جگہ راعی ہے۔ اسی طرح مرد بھی راعی ہے اور عورت بھی۔ بلکہ بچے بھی اپنے اپنے مقام پر راعی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ کوئی انسان ایسا نہیں ہوتا۔ جس کے سپرد کوئی چیز نہیں ہوتی۔

راعی کے معنے

ضروری نہیں کہ ایسے شخص کے ہوں جس کے سپرد آدمی ہوں۔ اگر ایک چرواہا اپنے پاس صرف بھیڑ بکریاں رکھتا ہے۔ تو اس سے بھی ان کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ بچوں کو کھلونے لے کر دیئے جاتے ہیں۔ تو مائیں اپنے بچوں سے پوچھتی ہیں۔ کہ تم نے فلاں کھلونا کیوں ضائع کر دیا۔ یا فلاں دن تمہیں گڑیا خرید کر دی گئی تھی۔ وہ تم نے کیوں توڑ دی۔ جس طرح بچوں سے کھلونے کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ ہر شخص سے دریافت کرے گا۔ کہ اس نے اپنے اپنے حلقۂ اثر میں اپنی ذمہ واریوں کو کہاں تک ادا کیا ہے۔

رعیت کے معنے

لفظی طور پر خواہ کچھ ہوں کلکم راعٍ وکلکم مسئولٌ عن رعیتہ میں ہر وہ چیز مراد ہے جو کسی کے سپرد کی جاتی ہے۔ خواہ وہ جاندار ہو یا بے جان۔ جاندار چیزوں میں اس کا مفہوم اور معنوں کے لحاظ سے آجائیگا۔ اور بے جان چیزوں میں اس کا مفہوم اور معنوں کے لحاظ سے آجائے گا۔ بہرحال ہر شخص پر کچھ نہ کچھ ذمہ داری ہوتی ہے۔ مگر وہ ذمہ داری نسبتی ہوتی ہے یعنی وہ شخص جس کے سپرد کوئی کام کیا جاتا ہے۔ اس کے اوپر

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

پرنٹر و پبلشر عبدالحمید بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں طبع کرا کر نمبر ۴ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

غریب پناہ گزینوں کے لئے گرم کپڑے اور بستر

غربا کے لئے گرم کپڑوں اور بستروں کی فوری ضرورت کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد دوستوں کے پاس پہنچ چکا ہے۔ اگر کسی دوست کے پاس فالتو کپڑے نہ ہوں۔ تو وہ کپڑوں اور بستر کے لئے نقد روپیہ بھی بھیجکر اس کار خیر میں شامل ہو سکتے ہیں۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ اس کام میں تاخیر نہ کریں ؛

اور افسر ہوتے ہیں۔ اور ان کے اوپر اور افسر ہوتے ہیں۔ اگر نسبت کے اصول کو ہم نظر انداز کر دیں۔ تو کارخانۂ عالم سب درہم برہم ہو جائے اس دنیا میں نسبت کے لحاظ سے سب سے زیادہ اہمیت اللہ تعالےٰ کے وجود کو حاصل ہے۔

اللہ تعالےٰ کی حیثیت

ایک خالق اور مالک کی ہے۔ اور باقی جس قدر ہستیاں ہیں وہ سب اس کی مخلوق اور مملوک ہیں۔ اس وجہ سے اس دنیا میں یا ہر دنیا میں سب سے مقدم مقام اللہ تعالےٰ کی آواز کو حاصل ہے۔ اور سب سے زیادہ اہمیت اللہ تعالےٰ کے حکم کو حاصل ہے۔ جہاں اللہ تعالےٰ کی آواز آئے گی۔ وہاں دوسروں کی آواز ہمیں بانی پڑے گی۔ اور جہاں اللہ تعالےٰ کا حکم آئیگا۔ وہاں دوسروں کے احکام کو ہمیں نظر انداز کرنا پڑے گا۔ ورنہ ہماری حیثیت ایک باغی کی سی ہوگی ؛

ہم دنیا میں دیکھتے ہیں۔ کہ

لاکھوں لاکھ غریب

جو دوسروں کی ملازمت پر گزارہ کرتے ہیں۔ ان کے اپنے جذبات ان کے مالکوں کے جذبات کے مقابلہ میں کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتے۔ ایک مشاطہ کا بچہ فوت ہو جاتا ہے۔ ایک دھوبی کے گھر موت واقع ہو جاتی ہے۔ ایک نائی کا عزیز اسے چھوڑ چکا ہوتا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ مجبور ہوتے ہیں۔ کہ مسکراتے ہوئے چہروں کے ساتھ اپنے آقاؤں کی خدمت کریں اس لئے کہ وہ خادم ہیں۔ اور ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے آقا کے مقصد اور مدعا کو پورا کریں۔ خواہ انہیں خوشی ہو یا غمی۔ رنج ہو یا راحت۔ حالانکہ دھوبی سے کپڑے دھلانے والے کا یا نائی سے حجامت بنوانے والے کا یا مشاطہ سے چوٹی کروانے والی کا دھوبی یا نائی یا مشاطہ سے کتنا چھوٹا اور محدود تعلق ہوتا ہے۔ بسا اوقات دھوبی کی خدمت زیادہ ہوتی ہے۔ نائی کی خدمت زیادہ ہوتی ہے۔ مشاطہ کی خدمت زیادہ ہوتی ہے۔ اور جو کچھ ان کے آقاؤں کی طرف سے انہیں معاوضہ میں ملتا ہے وہ بہت کم ہوتا ہے۔ کیونکہ

عام طور پر امراء

اپنی طبیعت میں خست رکھتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں امراء کی یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ بسا اوقات وہ بازار میں سودا سلف خریدنے کے لئے جائینگے تو دوکاندار سے بحث شروع کر دیں گے۔ کہ اتنی قیمت بھی چھوڑ دی جائے۔ گویا وہ غربا سے بھی روپیہ چھڑانے کے عادی ہوتے ہیں انہیں اپنے پاس سے کچھ دینے کی عادت مفقود ہوتی ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو اپنے اندر تقویٰ رکھتے ہوں۔ اور

اللہ تعالےٰ کی خشیت

ان کے دلوں میں پائی جاتی ہو۔ یہی وجہ ہے۔ کہ دنیا میں عام طور پر مزدور پیشہ لوگ اپنے آقاؤں سے عناد رکھتے ہیں۔ کیونکہ مالک ان کا حق مارنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اور انصاف اور حسن سلوک سے کام نہیں لیتے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا اپنے بندوں سے یہ معاملہ نہیں۔

اللہ تعالےٰ کسی کا حق نہیں مارتا

کیونکہ وہ غنی ہے۔ اور نہ صرف غنی ہے بلکہ صمد بھی ہے۔ غنی کے معنے ہیں جس کو خود کسی کی احتیاج نہیں۔ اور صمد کے معنے ہیں جس کو خود کسی کی احتیاج نہیں۔ اور جو دوسروں کی احتیاج کو پورا کرتا ہے۔ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی ذات ایسی ہے۔ کہ خود کسی کی محتاج نہیں۔ اور دوسروں کی ضروریات کو بھی پورا کرتی ہے۔ ایسے آقا کی شان کا مقابلہ دوسرے لوگ کہاں کر سکتے ہیں۔ اور جب ہمارا آقا اس شان اور عظمت کا ہے۔ تو

ایک مومن

کو ہمیشہ اپنے آقا کے منشاء اور اس کے مقصد کو اپنے سامنے رکھنا چاہیئے۔ اور اپنے مقاصد کو اسی طرح بھول جانا چاہیئے۔ جس طرح عام ملازمت پیشہ لوگ اپنے آقا کی خوشی میں اپنے غموں کو بھول جاتے ہیں ؛

آج کی عید

اس بات کا سبق اپنے اندر رکھتی ہے۔ کہ اپنے آقا کی خوشی اور اس کی مرضی کے موقعہ پر انسان کو اپنا غم بالکل بھول جانا چاہیئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

جن کی یادگار کے طور پر یہ عید مقرر کی گئی ہے انہیں اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تو اپنا اکلوتا بیٹا ذبح کر دے۔ ابراہیمؑ نے اس خواب کے معنے یہی سمجھے۔ کہ مجھے ظاہری طور پر اپنے بیٹے کو قربان کر دینا چاہیئے۔ اور انہوں نے عملی طور پر اپنے بیٹے کے حلق پر اس کو ذبح کرنے کے لئے چھری رکھ دی۔ اپنے بیٹے کا اپنے ہاتھوں حلق کاٹنا تو دُور کی بات ہے۔ اپنے بچہ کی موت کی خبر سننا بھی باپ کے لئے بہت تلخ ہوتا ہے۔ پھر باپ کے سامنے اپنے بیٹے کا مرنا اور بھی تلخ ہوتا ہے۔ اور بیٹے کا باپ کی غلطی کی وجہ سے مر جانا اس سے بھی زیادہ تلخ ہوتا ہے۔ مگر بیٹے کا اس کی اجازت سے مارا جانا اس سے بھی تلخ تر ہوتا ہے۔ اور بیٹے کو لٹا کر اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا اور بھی تلخ ہوتا ہے۔ لیکن باوجود اس

انتہائی تلخی اور مرارت

کے ابراہیمؑ نے تعبیر کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ جب خدا تعالےٰ نے کہا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو۔ تو ابراہیمؑ نے یہی سمجھا۔ کہ مجھے اس حکم کی ظاہری طور پر تعمیل کرنی چاہیئے۔ اور اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر دینا چاہیئے۔ انہوں نے سمجھا یہ ایک انعام ہے۔ کہ میں خدا تعالےٰ کے ایک حکم کو پورا کرنے لگا ہوں۔ اور انہوں نے اپنے بیٹے کو بلا کر اس کا ذکر کیا۔ وہ بیٹا بھی اپنے باپ کا

سپوت بیٹا

تھا۔ جب ابراہیمؑ نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ اور اب میں چاہتا ہوں کہ تمہیں واقعہ میں ذبح کر دوں۔ تو حضرت اسمٰعیلؑ نے جواب میں کہا مجھے اور کیا چاہیئے۔ جب خدا نے یہ حکم دیا ہے تو آپ شوق سے اس حکم کی تعمیل کریں۔ چنانچہ بیٹا اپنے باپ کے ساتھ قربان ہونے کے لئے چل پڑا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو لٹا کر اس کے

حلق پر چھری

رکھ دی۔ تو اللہ تعالےٰ نے کہا ابراہیمؑ تو نے اپنا رویا ظاہر میں بھی پورا کر دیا ہے۔ مگر ہمارا منشاء اور تھا۔ اب تم اس کی جگہ ایک دنبہ ذبح کر دو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یہ عید ابراہیمؑ کے اس واقعہ کی یادگار کے طور پر امت محمدیہ میں قائم کی گئی ہے۔ اب ہمیں غور کرنا چاہیئے۔ کہ اس عید میں وہ کونسی چیز ہے جو یادگار سمجھی جا سکتی ہے۔ یہ امر ظاہر ہے کہ یہ عید تبھی یادگار ہو سکتی ہے۔ جب ابراہیمؑ نے اسمٰعیل کو ذبح کرنا اپنے لئے عید سمجھا ہو۔ اگر

اسمٰعیل کی قربانی

کو انہوں نے عید نہیں سمجھا۔ تو یہ عید اس واقعہ کی یادگار بھی نہیں ہو سکتی۔ یادگار اسی صورت میں کہلا سکتی ہے۔ جب ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ کی قربانی کو اپنے لئے عید سمجھا ہو۔ اور درحقیقت یہی سبق ہے۔ جو اس عید کے ذریعہ دیا گیا ہے۔ عید الاضحیہ ہمیں سبق دیتی ہے۔ کہ ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کی قربانی کو مصیبت نہیں سمجھا۔ ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کی قربانی کو آفت نہیں سمجھا۔ ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کی قربانی کو ابتلاء نہیں سمجھا۔ بلکہ چونکہ وہ اپنے بیٹے کی قربانی کے لئے خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت گیا تھا اس لئے اس دن ابراہیمؑ ویسی ہی خوشی محسوس کر رہا تھا۔ جیسے عید کے دن ہم بکرا ذبح کر کے خوشی محسوس کرتے ہیں۔ یا اگر ہم خود قربانی نہ کریں۔ تو اپنے ہمسایہ کو قربانی کرتے دیکھ کر ہی جو خوشی محسوس کرتے ہیں ویسی ہی خوشی اس روز ابراہیمؑ کا قلب محسوس کر رہا تھا مگر افسوس کہ ابراہیمؑ کی تو یہ حالت تھی۔ کہ اس نے

خدا کے لئے اپنے بچہ کو قربان کرنا

بھی اپنے لئے عید سمجھا۔ اور مسلمانوں کی یہ حالت ہے۔ کہ ان میں سے بعض لوگ عید کے موقعہ پر بکرا قربان کرنے کی توفیق رکھنے کے باوجود اس قربانی کو بھی بوجھ سمجھتے۔ اور اس کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ میں نے خود کئی مسلمانوں کے مضامین اخبارات میں پڑھے ہیں۔ جن میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ قربانی پر بلاوجہ روپیہ ضائع کیا جاتا ہے۔ کیوں نہ یہ روپیہ غربا میں تقسیم کر دیا جایا کرے۔ یا کیوں نہ یتیم خانوں کو دے دیا جایا کرے۔ یا کیوں نہ قومی ترقی کے کاموں پر اس روپیہ کو صرف کیا جائے۔ ان سے کوئی نہیں کہتا۔ کہ تمہاری جیب میں اور بھی تو پیسے ہیں۔ تم خدا تعالےٰ کے اس حکم کو پورا کرو۔ اور پھر اس حکم کو پورا کرنے کے بعد جو کچھ تمہاری جیب میں بچے وہ یتیم خانوں میں دے دو۔ یا قومی ترقی کے کاموں پر صرف کرو تمہیں اس سے کون منع کرتا ہے۔ مگر وہ نام تو یہ رکھیں گے کہ یتیم خانہ کی مدد کی جائے۔ وہ نام تو یہ رکھیں گے کہ حجاز ریلوے کی مدد کی جائے۔ وہ نام تو یہ رکھیں گے کہ

ریفیوجیز کی مدد

کی جائے۔ مگر جب خرچ کریں گے۔ تو اس خانہ میں خرچ کرینگے جو خدا نے اپنے لئے رکھا تھا۔ حالانکہ اگر انہیں ریفیوجیز کی مدد کا شوق تھا

اگر وہ یتیم خانوں کو روپیہ دینا چاہتے تھے۔ اگر وہ حجاز ریلوے کی مدد کرنا چاہتے تھے تو وہ اپنی جیب سے کر سکتے تھے۔ کیا قربانی کرنے کے بعد انسان کنگال ہو جاتا ہے۔ اور کیا دوسرے کاموں کے لئے اس کے پاس کوئی روپیہ نہیں بچتا۔ جب بچتا ہے تو خدا تعالےٰ کے ایک حکم کو پسِ پشت ڈال کر اور کاموں پر روپیہ صرف کر دینا کونسی دانائی اور عقلمندی ہے۔ ایمان تو یہ تھا کہ جو کچھ خدا نے کہا تھا۔ پہلے اس کو پورا کیا جاتا۔ اور پھر اور کاموں پر روپیہ صرف کیا جاتا۔ مگر خدا تعالےٰ کے حکم کو نظر انداز کر دینا اور دوسرے کاموں پر وہ روپیہ صرف کرنا جسے خدا تعالیٰ نے اور جگہ خرچ کرنے کا حکم دیا ہو۔ اتنا بتاتا ہے کہ مسلمان اسلام سے کس قدر دور جا چکے ہیں اور وہ اللہ تعالےٰ کے احکام کو کیسی ناقدری کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اگر یتیم خانوں اور حجاز ریلوے اور ریفیوجیز کی مدد کا انہیں شوق ہی تھا تو وہ اپنی جیب سے کرتے۔ خدا تعالےٰ کے حکم کو پسِ پشت ڈال کر کیوں کرتے ہیں۔ کیا یہی ایک قربانی ہے۔ جس پر امیر آدمی سارے سال کی روپیہ صرف کیا کرتا ہے۔ اور اس کے بعد اس کے پاس کوئی پیسہ نہیں رہتا۔ جب بیسیوں نہیں سینکڑوں کاموں کے لئے اس کے پاس روپیہ ہوتا ہے۔ تو قربانی کے روپیہ کو دوسری جگہ کیوں صرف کیا جاتا ہے۔ کیوں قربانی کا روپیہ قربانی پر صرف نہیں کیا جاتا۔ اور باقی کاموں کے لئے اپنے پاس سے روپیہ نہیں دیا جاتا۔

قربانی پر اعتراض

کرنا اور اسی روپیہ کو اپنے ذاتی کاموں پر صرف کر دینا بتاتا ہے کہ مسلمانوں کو قربانی کی اہمیت کا کوئی احساس ہی باقی نہیں رہا۔ وہ قربانی کی توفیق رکھنے کے باوجود چند روپے خرچ کرنا بھی اپنے اوپر بوجھ محسوس کرتے اور بکرے کی قربانی بھی موت کی طرح سمجھتے ہیں۔ مگر ابراہیم نے یہ نمونہ دکھایا کہ اس نے اپنے

بیٹے کی قربانی کو عزیز سمجھا

اس نے کہا مجھ سے زیادہ خوش قسمت انسان اور کون ہو سکتا ہے جسے اللہ تعالےٰ نے اس فضل سے نوازا اور وہ اپنے ہاتھ سے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اور

سچے دوست کی یہی علامت

ہوتی ہے کہ وہ اپنے دوست اور محبوب کے لئے اپنی ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ کجا یہ کہ اپنا محبوب اور دلدار ہو۔ جو نہ صرف محبوب اور دلدار ہو بلکہ انسان کا خالق اور مالک اور آقا بھی ہو۔

قصہ مشہور ہے کہ ایک نوجوان اپنے باپ کا مال دوستوں کے ساتھ مل کر اڑانے کا عادی تھا۔ ہر وقت اس کے

اردگرد خوشامدیوں کا ہجوم رہتا اور وہ دن رات روپیہ کو برباد کرتے رہتے۔ اس کا باپ اسے ہمیشہ نصیحت کرتا کہ یہ خوشامدی اور غرض مند نوجوان ہیں انہیں تم سے حقیقی محبت نہیں۔ تم ان پر اپنا روپیہ برباد مت کرو۔ مگر وہ

اپنے باپ کی نصیحت

کو کبھی تسلیم نہ کرتا۔ اور یہی جواب دیتا کہ یہ میرے سچے دوست ہیں۔ باپ نے کہا تمہیں اتنے دوست کہاں سے مل گئے۔ مجھے تو ساری عمر میں صرف ایک دوست ملا ہے۔ اور تمہاری یہ حالت ہے کہ تمہارے اردگرد ہر وقت دوستوں کا ہجوم رہتا ہے۔ جب بہت عرصہ گذر گیا۔ اور باپ کی نصیحت اس نے تسلیم نہ کی۔ تو ایک دن باپ نے اسے کہا۔ اگر تمہیں میری بات پر اعتبار نہیں۔ تو تجربہ کر لو۔ اور اپنے دوستوں کا امتحان لے لو۔ پھر تمہیں خود بخود پتہ لگ جائیگا۔ کہ تمہارے کتنے حقیقی دوست ہیں۔ اس نے کہا میں اپنے دوستوں کا کس طرح امتحان لوں۔ باپ نے کہا تم ہر دوست کے مکان پر جاؤ اور اسے کہو۔ کہ میرے باپ نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے اور جائیداد سے مجھے بے دخل کر دیا ہے۔ مجھے اس وقت کچھ روپیہ دیا جائے۔ تاکہ میں روزگار کا انتظام کر سکوں۔ جب وہ اپنے

دوستوں کے مکانوں پر

گیا اور انہیں معلوم ہوا۔ کہ اسے باپ نے گھر سے نکال دیا ہے۔ تو کسی نے اندر سے کہلا بھیجا۔ کہ میں بیمار ہوں۔ افسوس ہے کہ اس وقت مل نہیں سکتا۔ کسی نے خادم کے ذریعہ کہلوا دیا کہ وہ گھر پر نہیں ہیں۔ کسی نے معذرت کا اظہار کر دیا۔ اور کہہ دیا کہ روپیہ تو تھا۔ مگر آج ہی فلاں کو دے دیا گیا ہے۔ اس طرح وہ خالی ہاتھ اپنے باپ کے پاس واپس پہنچا۔ اور اسے کہا۔ کہ آپ کی بات درست ثابت ہوئی۔ میری تو کسی شخص نے مدد نہیں کی۔ باپ نے کہا۔ اب آؤ میں تمہیں

اپنا دوست

بتاتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اسے اپنے ساتھ شہر سے باہر جنگل کی طرف لے گیا۔ اور ایک مکان کے پاس پہنچ کر اس نے آواز دی۔ جس طرح اس زمانہ میں ریل پر پہرہ ہوتا ہے۔ اسی طرح پرانے زمانے میں سڑکوں پر پہرہ ہوا کرتا تھا۔ اور وہ شخص بھی ایسی پہرہ داری میں ملازم تھا۔ اس نے جب کھٹکھٹائی کو دور سے آواز آئی۔ کہ کون ہے۔ اس نے اپنا نام لیا۔ کہ فلاں شخص ہوں۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ مگر اتنا کہنے کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ اور دیر تک کسی کے اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔ بیٹا کہنے لگا۔ آپ کا دوست بھی میرے دوستوں جیسا ہی ثابت ہوا ہے۔ باپ نے کہا۔ ٹھہرو ابھی پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ اس نے نکلنے میں کیوں دیر لگائی ہے۔ پانچ دس منٹ اور گذرنے کے بعد وہ شخص باہر نکلا۔ اس نے ایک

ہاتھ میں اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ اس کی کمر پر ہمیانی بندھی ہوئی تھی۔ اور اس کے دوسرے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اس نے باہر نکل کر کہا۔ میرے دوست معاف کرنا مجھے دیر اس لئے ہو گئی۔ کہ آج آپ

آدھی رات کے وقت

تشریف لائے ہیں۔ جب آپ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو میرے دل میں خیال آیا کہ آدھی رات کے وقت آپ کا میرے پاس آنا ضرور اپنے اندر کوئی غرض رکھتا ہے۔ چنانچہ میں نے سوچا۔ کہ ممکن ہے آپ پر اس وقت کوئی مصیبت آئی ہوئی ہو۔ اور آپ مدد کے لئے میرے پاس آئے ہوں۔ اس خیال کے آنے پر میں نے تلوار اٹھائی۔ کیونکہ یہی ایک چیز ہے۔ جس سے میں آپ کی مدد کر سکتا تھا۔ پھر مجھے خیال آیا کہ گو آپ کروڑپتی ہیں۔ مگر کبھی کروڑپتیوں پر بھی ایسی مصیبت آتی ہے۔ کہ وہ پیسہ پیسہ کے محتاج ہو جاتے ہیں۔ جیسے مشرقی پنجاب میں کئی مسلمان کروڑپتی تھے۔ مگر آج وہ بالکل کنگال ہیں۔ میں نے ساری عمر پیسہ پیسہ جمع کر کے چار پانچ سو روپیہ اکٹھا کیا تھا۔ اور اسے زمین میں دبا رکھا تھا۔ اس خیال کے آنے پر میں نے زمین کھودنی شروع کر دی۔ اور وہ تھیلی نکال لی۔ اس لئے مجھے باہر آنے میں دیر ہو گئی ہے۔ اس کے بعد مجھے خیال آیا۔ کہ ممکن ہے آپ کے گھر والے بیمار ہوں۔ اور ان کی تیمارداری کے لئے کسی کی مدد کی ضرورت ہو چنانچہ میں نے اپنی بیوی کو جگایا۔ اور اسے بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ اب یہ تینوں چیزیں حاضر ہیں۔ بتایئے آپ کا کیا کام ہے۔ باپ نے اپنے بیٹے سے کہا دیکھا۔ اس قسم کے دوست ہوا کرتے ہیں۔

یہ مثال اپنے اندر یہ سبق رکھتی ہے۔ کہ اگر انسانوں کے دوست اس قسم کے ہو سکتے ہیں۔ تو خدا تعالےٰ کے دوست کو کیسا ہونا چاہیئے اور اسے خدا تعالےٰ کی رضا اور اسکی خوشنودی کو کس طرح مدنظر رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ انسان اگر سچا مومن ہو۔ تو اسے ہر وقت خدا تعالےٰ پر نظر رکھنی چاہیئے۔ اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ میرا خدا کدھر دیکھ رہا ہے۔ پھر جس چیز میں خدا کی رضا ہو۔ اسی چیز کو قبول کرنا چاہیئے۔ اور خوشی اور بشاشت کے ساتھ قبول کرنا چاہیئے۔ مسلمانوں کو بھی چاہیئے۔ کہ بہت بڑی مصیبت پر جو ان پر وارد ہوئی ہے۔ بجائے اس کے کہ روئیں۔ اور ہمت ہار کر بیٹھ جائیں۔ اللہ تعالےٰ کی تقدیر کو خوشی سے قبول کریں۔ اور مصائب کو ہمت اور استقلال کے ساتھ برداشت کرنے کی عادت ڈالیں۔ مجھے افسوس ہے کہ باہر سے جو رپورٹیں آئی ہیں۔ وہ کوئی

اچھا نمونہ

نہیں دکھا رہے۔ بلکہ ہماری جماعت کے بعض دوستوں میں بھی یہ نقص پایا جاتا ہے۔ کہ وہ پہلے ایک گاؤں میں جاتے ہیں۔ اور جب انہیں وہاں دانہ دغیرہ مل جاتا ہے۔ تو اس گاؤں سے دوسرے

گاؤں چلے جاتے ہیں۔ اور یہ عذر کر دیتے ہیں کہ وہاں زمین اچھی نہیں۔ ہمیں کسی اور جگہ بھیجا جائے۔ دراصل انہیں

بیکار بیٹھ کر روٹی کھانے کی عادت

پڑ گئی ہے۔ اور دوسری طرف چونکہ ان کی اپنی جائیدادیں ضائع ہو گئی ہیں۔ ان کے نفس میں بے اطمینانی پائی جاتی ہے۔ اور وہ کسی جگہ استقلال کے ساتھ بیٹھ کر کام نہیں کر سکتے۔ حالانکہ اگر وہ اپنے خدا پر سچا ایمان رکھتے تو ان مصائب میں بھی ایک لذت محسوس کرتے۔ اور خدا تعالےٰ کے مقابلہ میں دنیا کی کسی چیز کی پرواہ نہ کرتے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق

احد کی جنگ

میں جب یہ خبر مشہور ہوئی۔ کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔ تو اس خبر کے سنتے ہی مدینہ کی عورتیں گھبرا کر اپنے گھروں سے باہر نکل آئیں۔ اور بعض تو اسی اضطراب اور پریشانی میں احد تک جا پہنچیں۔ جو مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جب مسلمان عورتیں گھبراہٹ اور اضطراب کے عالم میں احد کی طرف جا رہی تھیں۔ تو انہیں راستہ میں بعض مسلمان سپاہی ملے۔ جو واپس مدینہ جا رہے تھے۔ ان میں سے ایک عورت آگے بڑھی اور اس نے ایک مسلمان سپاہی سے پوچھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کیا حال ہے۔ چونکہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سلامت دیکھ چکا تھا۔ اور اسے کوئی فکر نہ تھا اس نے بجائے یہ جواب دینے کے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خیریت کے ساتھ ہیں۔ اس عورت کو یہ جواب دیا۔ کہ بی بی مجھے بڑا افسوس ہے۔ تمہارا والد اس جنگ میں شہید ہو گیا ہے۔ اس نے کہا میں تم سے اپنے والد کا حال دریافت نہیں کر رہی۔ میں تم سے یہ پوچھتی ہوں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کیا حال ہے۔ اس نے پھر اصل بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور کہا بی بی تمہارا خاوند بھی شہید ہو گیا ہے۔ اس عورت نے پھر کہا میں تم سے اپنے خاوند کے متعلق بھی نہیں پوچھ رہی۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا بی بی تمہارا بیٹا بھی شہید ہو گیا ہے۔ اس پر پھر اس نے کہا۔ میں نے تم سے اپنے بیٹے کے متعلق بھی سوال نہیں کیا۔ میں تم سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حال دریافت کر رہی ہوں۔ اور غصہ سے کہا میں تم سے اپنے رشتہ داروں کے متعلق سوال نہیں کر رہی۔ تم مجھے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حال بتاؤ

اس نے کہا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو خیریت سے ہیں۔ جب اس عورت نے یہ سنا تو اس نے کہا جب میرے محبوب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خیریت سے ہیں۔ تو پھر مجھے کسی کی موت کی پرواہ نہیں۔

اس کے بعد اس عورت نے کہا گو تم نے مجھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خیریت کی خبر سنا دی ہے۔ مگر مجھے تسلی نہیں ہوگی۔ جب تک میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں۔ اس نے بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فلاں جگہ کھڑے ہیں۔ وہ عورت دوڑتی ہوئی وہاں گئی۔ وہ منہ سے کہتی جاتی تھی کہ یا رسول اللہ آپ نے یہ کیا کیا یعنی زخمی ہو کر گرے اور آپ کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی اور ہم لوگوں کو اتنا دکھ پہنچا ہے۔ اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو دیوانہ وار دوڑتی ہوئی آپ کے پاس پہنچی اور محبت کے جذبہ سے سرشار ہو کر اس نے جھک کر آپ کے کرتے کا دامن پکڑا۔ اسے اپنی آنکھوں سے لگایا اور پھر کہا یا رسول اللہ لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تیرا خاوند مارا گیا ہے۔ تیرا باپ مارا گیا ہے۔ تیرا بیٹا مارا گیا ہے یا رسول اللہ آپ کے زندہ ہوتے ہوئے کسی اور کی مجھے پرواہ ہی کیا ہے۔ تو دیکھو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

ان لوگوں کے دلوں میں کتنی تھی اور کتنا عشق تھا جو ان لوگوں کے قلوب میں پایا جاتا تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی ایک مومن کو نسبت کا اصل ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہیئے۔ بے شک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے بہت بڑے محبوب ہیں۔ مگر خدا ہمیں آپ سے بھی زیادہ پیارا ہے اگر اس عورت کو اپنے خاوند کی موت اپنے باپ کی موت۔ اپنے بیٹے کی موت اور اپنے بھائی کی موت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پریشان نہیں کر سکتی تھی۔ تو ہمیں

اپنے زندہ خدا کی موجودگی میں

کوئی مصیبت کس طرح پریشان کر سکتی ہے۔ اگر ہمارا نقصان ہو جائے تو ہمیں سمجھنا چاہیئے کہ ہمارے خدا کا ایسا ہی ارادہ تھا اور ہمیں راضی برضا رہ کر اس کے ساتھ اپنے تعلقات کو بڑھانا چاہیئے۔ لیکن اگر بفرض محال ہمارا خدا ہی ہمیں مارنے پر تلا ہوا ہے تو پھر ہمیں کوئی طاقت موت سے بچا نہیں سکتی اس صورت میں ہمارا اپنے متعلق فکر کرنا نادانی اور حماقت ہے۔ بہر حال دو صورتوں میں سے ایک صورت ضرور ہے اگر ہمارے خدا نے ہماری موت کا فیصلہ کر دیا ہے۔ تو پھر کوئی طاقت ہمیں اس موت سے بچا نہیں سکتی۔ اس صورت میں غم میں مبتلا رہنا بالکل فضول ہے اور اگر ہمارے خدا نے ہمیں زندہ رکھنے کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔ تو اس صورت میں بھی ہمارا گھبرانا اور پریشان ہونا بیوقوفی اور پاگل پن کی بات ہے بے شک

غموں اور مصیبتوں کے وقت خوشی کا اظہار مشکل ہوتا ہے۔ لیکن اگر ایک مشاطہ۔ ایک نائی اور ایک دھوبی تھوڑے سے پیسوں کی خاطر اپنے آقا کے سامنے اپنے چہرہ کو اس لئے ہشاش بشاش بنا لیتے ہیں کہ کہیں ان کے تعلقات اپنے آقا سے خراب نہ ہو جائیں تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ جب خدا نے ہماری جماعت کے لئے ایک عید تجویز کی ہے۔ تو ہم مصائب کے دوران میں بھی خوشی کے ساتھ اس عید کو منائیں اور ہشاش بشاش چہروں کے ساتھ اپنے رب کی عطا کردہ خوشی میں شریک ہوں

عید الاضحیٰ کے معنے

ہیں قربانیوں کی عید جس کا دوسرے الفاظ میں یہ مفہوم ہے کہ قربانیوں پر لوگ عید کیا کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں تمہارا اس طرح امتحان لونگا کہ تم

قربانی کرو اور ہنسو

اور اگر ہمارا خدا چاہتا ہے کہ ہم ہنستے ہوئے اس کے حضور قربانی پیش کریں تو ایک مومن کی حیثیت سے۔ ایک عاشق کی حیثیت سے۔ ایک محب کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے کہ ہم قربانی کریں اور ہنستے ہوئے کریں۔ پس میں

دوستوں کو نصیحت

کرتا ہوں کہ انہیں آج کی عید کی حکمت کو کبھی نہیں بھولنا چاہیئے۔ یہ عید بتاتی ہے۔ کہ مومنوں کو قربانیاں کرنی پڑیں گی اور ان کا فرض ہوگا کہ وہ ہنستے ہوئے چہروں کے ساتھ قربانیاں کریں گذشتہ جنگ عظیم میں

ایک جرمن بڑھیا

کے متعلق اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ اس کے سات بچے تھے اور اس نے ساتوں کے ساتوں بچے ملک کی خدمت کے لئے میدان جنگ میں بھیج دیئے اور پھر وہ سارے کے سارے مارے گئے۔ جب اس کا آخری بچہ بھی مارا گیا تو گورنمنٹ کی طرف سے وزیر کو ہدایت کی گئی کہ وہ اس بڑھیا سے خود اظہار ہمدردی کرے جب اسے بلا کر بتایا گیا کہ اس کا آخری بیٹا بھی جنگ میں مارا گیا ہے تو ایک طرف غم کے مارے اس کی کمر جھکی جا رہی تھی اور دوسری طرف اس خیال سے کہ اس کا بیٹا ملک کی خدمت کرتے ہوئے مارا گیا ہے۔ اس نے کوشش کر کے اپنی کمر سیدھی کی اور پھر اپنے چہرہ کو خوش بناتے ہوئے قہقہہ لگایا اور کہا کیا ہوا اگر میرا بچہ مارا گیا ہے وہ ملک اور قوم کی خاطر مارا گیا ہے۔

اگر ایک عورت

کافر عورت۔ ایسی قوم کی عورت جو توحید کے علم سے نا واقف تھی۔ جو خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے پیار سے نا واقف تھی۔ ملک کی خاطر اپنے ساتوں بیٹے قربان کر سکتی ہے اور پھر اپنے آخری بچہ کی وفات پر اپنی کمر کو سیدھا کرتے اور اپنے چہرہ پر خوشی کے آثار ظاہر کرتے ہوئے قہقہہ لگا کر کہتی ہے کہ کیا ہوا اگر میرا بیٹا مارا گیا ہے وہ قوم اور ملک کی خدمت کرتا ہوا مارا گیا ہے۔ تو

ایک زندہ قوم

ایک موحد قوم ایک خدا سے تعلق رکھنے والی قوم۔ اور رات اور دن خدا تعالیٰ کے معجزات و نشانات دیکھنے والی قوم کو کس طرح خوشی سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے مصائب برداشت کرنے چاہئیں۔ اگر وہ خدا تعالیٰ پر سچا ایمان رکھتی ہے۔ تو اس کا فرض ہے کہ وہ ہر مصیبت پر رضا بالقضا کا اعلیٰ نمونہ دکھاتے اپنے آپ کو کلی طور پر

خدا تعالیٰ کے آستانہ پر

ڈال دے اور اس کے لئے مرنا خندہ پیشانی سے قبول کرے اگر وہ ایسا کرے گی تو دنیا کی کوئی طاقت اسے ہلاک نہیں کر سکے گی کیونکہ جو لوگ خدا کے لئے مرتے ہیں انہیں کوئی شخص مار نہیں سکتا وہ ایک تنومند درخت کی طرح دنیا میں بڑھتے اور پھیلتے اور پھولتے ہیں جس کی جڑیں ایک طرف زمین کی پاتال تک چلی جاتی ہیں اور دوسری طرف اس کی شاخیں آسمان تک پھیل جاتی ہیں۔ اب میں

دعا

کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں سچی فرمانبرداری کی توفیق عطا فرمائے اور بغیر کسی ملاوٹ کے اپنا خالص عشق عطا کرے۔ ہمارے دلوں پر وہ آپ جلوہ گر ہو۔ اپنا چہرہ ہم پر روشن کرے۔ ہماری تاریکیاں ہم سے دور کرے۔ اور اپنا نور ہمارے لئے ظاہر فرمائے۔ آمین اللھم آمین

آپ اپنے متعلق اطلاع دیں

ایک چیک نوحہ عبد القادر صاحب محرر ۱۲۷۰ کا ہے جس میں Paymentnoter دا امپیریل بنک لاہور جو انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ رانچی کی طرف بھیجا تھا) کے کیش ہونے کے متعلق ذکر ہے۔ ایڈریس مکمل نہ ہونے کی وجہ سے جواب نہیں دیا جا سکتا۔ وہ اپنے مکمل ایڈریس سے نظارت ہذا کو اطلاع دیں۔ نظارت بیت المال

(۲) شیخ عبد الحمید صاحب عاجز نائب ناظر بیت المال قادیان سے لاہور آئے تھے۔ اور انہوں نے فوراً واپس قادیان جانا تھا۔ مگر وہ کئی دن سے غائب ہیں۔ وہ جہاں بھی ہوں فوراً مطلع کریں۔ اگر کسی اور دوست کو معلوم ہو کہ وہ کہاں ہیں تو وہ مطلع فرما دیں۔

نظامت بیت المال۔ جودھامل بلڈنگز۔ لاہور

(۳) سید احمد حسین صاحب ابن ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم قادیان جہاں کہیں ہوں اپنے اقربا کو لاہور و چک ۱۱۶ منٹگمری میں اطلاع دیں۔ کیونکہ سب کو تشویش ہو رہی ہے سوا کمل کے

بشیر احمد خان منیر R. P. A. F

A. R. D. No 1

Lahore cantt.

میں ملازم تھے۔ لیکن ایسا ان کی تبدیلی ہو گئی ہے۔ وہ اگر خود یہ اعلان دیکھیں۔ یا کسی دوست کو ان کے موجودہ ایڈریس کا علم ہو۔ تو مجھے اطلاع دیں۔

سردار احمد انچارج ایم۔ این۔ سنڈیکیٹ رتن باغ لاہور۔

تحریک جدید کے مجاہدین سے خطاب

جماعت احمدیہ آج جن مشکلات اور مصائب سے گذر رہی ہے۔ اس کے پیش نظر ہر احمدی کو جو اپنے مقدس امام کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر چکا ہے۔ ضروری ہے کہ وہ احمدیت کے لئے ہر قسم کی قربانیوں کے لئے اپنے دل میں پختہ عہد کرے۔ جب بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطالبہ ہو وہ اس میں شامل ہوں گے اور جو وہ وعدے کر چکا ہے اس میں باوجود اپنی ذاتی ضروریات کے اسلام اور احمدیت کی ضرورت کو مقدم کرے کیونکہ جو لوگ اس رستہ میں مشکلات کی پرواہ نہیں کریں گے اور مصیبتوں پر ثابت قدم رہیں گے وہی لوگ ہیں جو اپنے عمل سے اس بات کو ثابت کر دیں گے کہ وہ آئندہ نسلوں میں عزت کے ساتھ یاد کئے جانے کے مستحق ہیں۔

"یاد رہے کہ کوئی مومن مردود ہونا پسند نہیں کرتا۔ مومن ایک ہی بات جانتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان و مال خرچ کر کے اس دنیا سے گذر جائے۔ آپ لوگوں کو بھی یہی طریق عمل قبول کرنا ہوگا۔"

پس تحریک جدید کے وہ مجاہد جو دفتر اول کے تیرھویں سال اور دفتر دوم کے سال سوم کے وعدے اپنے امام کے حضور پیش کر چکے ہیں۔ وہ اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے ابھی سے ایسا ماحول پیدا کریں۔ کہ ان وعدوں کو ۳۰ نومبر ۱۹۴۷ء تک جو وعدوں کی آخری میعاد ہے۔ ادا کر سکیں۔

(وکیل المال تحریک جدید)

ریاست کشمیر کے دارالحکومت سرینگر پر آزاد حکومت کا قبضہ

فضائی اڈے کے قریب گھمسان کی جنگ

سری نگر ۳۰ اکتوبر: کشمیر کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ آزاد حکومت کی فوجیں کشمیر کے دارالحکومت سرینگر پر مکمل طور پر قابض ہو گئی ہیں۔ ہندوستانی یونین کے جو متعدد فوجی دستے سری نگر بھیجے گئے تھے۔ ان میں اور آزاد فوج میں کئی گھنٹے شدید مقابلہ ہوتا رہا۔ بالآخر ہندوستان یونین کے دستے شدید نقصان اٹھا کر پسپا ہو گئے۔ اور سری نگر سے نکل گئے۔ آزاد کشمیر کی افواج اب سری نگر سے آگے بڑھ رہی ہے۔ اس وقت سری نگر سے سات میل کے فاصلہ پر فضائی اڈے کے قریب مقابلہ ہو رہا ہے۔ جہاں قبضہ ہو جانے کے بعد حکومت ہند کے لئے کشمیر میں فوجیں اتارنے کی کوئی جگہ نہیں رہے گی۔

معلوم ہوا ہے۔ کہ علاقہ جموں کے کمانڈر بریگیڈیئر خدا بخش کو ڈوگرہ فوج کئی دنوں سے مار چکی ہے آپ حکومت کشمیر کی ڈوگرہ حکومت میں واحد مسلمان بریگیڈیئر تھے۔

پاکستان کو اسلام کی شوکت کے اظہار کا ذریعہ بناؤ اور ہمت بلند رکھو

قائداعظم کا مسلمانوں سے خطاب

لاہور ۳۰ اکتوبر۔ کل قائداعظم محمد علی جناح نے مسلمانوں کے عظیم الشان اجتماع میں جو تقریر فرمائی۔ اس کا کچھ حصہ کل شائع ہو چکا ہے۔ آج مکمل تقریر کا خلاصہ شائع کیا جاتا ہے۔ قائداعظم نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ آپ بہادر اور غیور مسلمانوں کی اولاد ہیں۔ اور نہایت شاندار روایات کے حامل۔ لہذا ہمت ہارنے کی کوئی وجہ نہیں۔ دلیری۔ جرأت اور بہادری سے ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کیجئے۔ اور پاکستان کی حکومت کو اسلام کی شوکت اور عظمت قائم کرنے کا ذریعہ بنائیں۔ مسلمان موت سے نہیں ڈرتا۔ ہمارا مذہب ہمیں یہ سکھاتا ہے۔ کہ موت سے مت ڈرو۔ آپ اسلام کی حرمت اور پاکستان کی عزت کی خاطر موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرا دیجئے۔ اور یاد رکھیئے کہ شہید کی موت سے بہتر اور کوئی موت نہیں۔ ہمیں موت کا ڈر اپنے دل سے نکال دینا چاہیئے۔ اور اس یقین پر قائم ہو جانا چاہیئے۔ کہ ہم حق اور راستی پر ہیں۔ لہذا فتح انشاء اللہ ہماری ہی ہو گی:۔

قائداعظم نے مسلمان نوجوانوں کو بالخصوص مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ آپ اسلام کے بہادر سپاہی بنیں اور پاکستان کو صحیح معنوں میں دنیا کی سب سے بڑی اسلامی حکومت بنانے کے لئے سرگرم عمل ہو جائیں۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں ناکام نہیں بنا سکتی۔ پاکستان کو مٹانا اب کسی کے بس کی بات نہیں

آپ نے ۳ جون کی برطانوی سکیم کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ شاید ہم اس سکیم کو منظور کر کے غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ اس سکیم کو منظور کرنا ہی مسلمانوں کے لئے بہتر تھا۔ اگر ہم اسے منظور نہ کرتے۔ اور اپنے لئے کوئی اور راستہ تجویز کرتے۔ تو اس کے نتائج ہماری قوم کے کاز کیلئے خطرناک ہوتے۔ کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ تاریخ اس بات کی شہادت دے گی۔ کہ ہم نے دیانتداری کے ساتھ اس سکیم کو منظور کیا۔ اور اسے عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی۔ مگر اس کے بالمقابل دوسروں نے انتہائی بددیانتی سے کام لیا۔ اور ہمارے خلاف ایک گہری سازش کی۔ اور اس سلسلے میں شرافت شجاعت اور انسانیت کے ابتدائی اصول بھی نظر انداز کر دیئے۔ مگر میں یقین سے کہتا ہوں۔ کہ اگر ہم نے قرآن مجید کو اپنے لئے مشعل راہ بنائے رکھا۔ تو انشاء اللہ ہم ہی فتح یاب ہوں گے۔

ریاست نیلگری میں بدامنی!

بالاسور ۳۰ اکتوبر:۔ اطلاع ہے۔ کہ ریاست نیلگری کے قدیم باشندے لوگوں کی پکی ہوئی فصل کاٹ کاٹ کر لے جا رہے ہیں۔ تیروں اور دیگر مہلک ہتھیاروں سے لوگوں کو زخمی کر رہے ہیں۔ ریاست میں سخت بدامنی پھیلی ہوئی ہے۔

امرتسر اور گورداسپور کے قیدی

لاہور ۳۰ اکتوبر: شیخ صادق حسن صاحب ایم ایل اے کو امرتسر اور گورداسپور میں مسلمان قیدیوں کی حالت دیکھنے کا موقعہ ملا۔ شیخ صاحب نے بتایا۔ سینکڑوں بے گناہ مسلمان قیدی تین ماہ سے حکومت مشرقی پنجاب کی قید میں پڑے ہیں۔ امرتسر میں دو سو اور گورداسپور میں ایک سو سے زائد اشخاص ہیں۔ جن میں ۱۳ سال سے کم عمر کے بچے بھی ہیں۔ شیخ صاحب نے بیان کیا۔ کہ جو

وہ گورداسپور میں قیدیوں کو زیادہ تکلیف ہے۔

کشمیر میں آزاد فوجوں کی کامیابی کا اعتراف دہلی سے

نئی دہلی ۳۰ اکتوبر:۔ دہلی کے محکمہ دفاع کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ کشمیر میں انڈین یونین کی فوجوں کا کمانڈر انچیف ڈی آر رائے محاذ جنگ سے پسپائی کے وقت مارا گیا ہے۔ ریاستی فوجوں کا چیف آف سٹاف بریگیڈیئر راجندر سنگھ لاپتہ ہے۔ انڈین فوجیں ابھی تک اپنا کوئی مرکز نہیں بنا سکیں۔ حملہ آوروں کی طاقت ہماری طاقت سے بہت زیادہ ہے۔ بارہ مولا کی طرف بڑھنے والے حملہ آوروں پر ہندوستانی ہوائی جہازوں سے بھی حملہ کیا گیا۔ ریاست کے تمام ذرائع آمد و رفت اور سلسلہ رسل و رسائل معطل و منقطع ہو چکے ہیں۔ صرف وائرلیس کے ذریعہ کوئی اطلاع آتی ہے۔ سردیاں آ جانے سے مشکلات میں اور بھی اضافہ ہو جائے گا۔

حیدرآباد کا ہندوستانی یونین سے معاہدہ آزادی پر مبنی ہونا چاہیئے

بصورت دیگر ہم آخری دم تک اسکا مقابلہ کریں (مسٹر رضوی)

حیدرآباد ۳۰ اکتوبر:۔ چالیس ہزار مسلمانوں کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے مجلس اتحاد المسلمین کے صدر سید قاسم رضوی نے فرمایا۔ کہ نواب صاحب چھتاری کی قیادت میں جو وفد جانے والا تھا وہ کامل آزادی کی بناء پر معاہدہ کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ہمارے وفد کے ممبر بہار۔ دہلی اور دوسرے مقامات کے واقعات سے خائف تھے۔ کہ ہندوستان یونین سے لاتعلقی کہیں ریاست کے اندر بھی ایسی ہی صورت حالات پیدا نہ کر دے۔ یہ وفد مسٹر پٹیل کا لکھا ہوا مسودہ لے کر واپس لوٹا اور عوام کے منتخب کردہ وزیروں مسٹر عبدالرحیم اور مسٹر پنگل وینکٹا راما ریڈی کے سوا باقی سب وزراء اس پر رضامند تھے۔ یہ وفد ۲۷ کو روانہ ہونے والا تھا۔ اور ریاست حیدرآباد کو یونین میں شامل ہونے کا ارادہ کر چکا تھا۔ یہ صورت سخت ناقابل برداشت تھی۔ جونہی مجھے اس کا علم ہوا میں نے دن رات محنت کر کے عوام کی آواز اور رائے کو حکومت کے کانوں تک پہنچایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ وفد رک گیا۔ سید رضوی نے کہا۔ کہ جو معاہدہ حیدرآباد کی آزادی پر مبنی نہ ہو گا وہ مسترد کر دیا جائے گا۔ اور ہم آخری دم تک اس کا مقابلہ کریں گے۔

جعلی راشن کارڈوں کی واپسی

لاہور ۳۰ اکتوبر: جعلی راشن کارڈوں کی واپسی کے سلسلے میں حکومت مغربی پنجاب کا دوسرا اخباری اعلان مظہر ہے۔ کہ اب ایسے کارڈ ۱۰ نومبر تک واپس ہو سکیں گے۔

ہیلی کالج آف کامرس میں

ماہرین معاشیات کا اجلاس

لاہور ۳۰ اکتوبر۔ ۲ نومبر کو ہیلی کالج آف کامرس میں شام کے ۶ بجے ماہرین معاشیات اور پاکستان اکنامک ایسوسی ایشن کی ترتیب میں دلچسپی رکھنے والوں کا ایک اجلاس منعقد ہو گا۔ جس میں ایسوسی ایشن کی ترتیب کا کام پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔ اور اس کے آئندہ لائحہ عمل کے متعلق نہایت اہم فیصلے کئے جائیں گے۔

ضلع علی گڑھ اور تحصیل بدایوں

فساد زدہ علاقے قرار دیئے گئے

لکھنؤ ۳۰ اکتوبر:۔ علی گڑھ کا ضلع اور ضلع بدایوں کی تحصیل بدایوں کو مزید تین ماہ کے لئے فساد زدہ علاقہ قرار دے دیا گیا ہے

نئے وفد کے قائد نواب چھتاری ہوں گے

حیدرآباد دکن ۳۰ اکتوبر: معلوم ہوا ہے۔ کہ حیدرآباد کے نئے وفد کی قیادت حیدرآباد کے وزیراعظم نواب چھتاری ہی کریں گے۔ یہ وفد ہندوستانی حکومت سے مذاکرات کے لئے جائیگا۔ واضح رہے۔ کہ پہلی اطلاع کے مطابق یہ وفد نواب معین نواز جنگ بہادر کی قیادت میں جا رہا تھا۔ (اورینٹ پریس)

مسلمان پناہ گزینوں کی آمد

لاہور ۳۰ اکتوبر: ۲۹ اکتوبر کو ریل گاڑیوں کے ذریعہ تین ہزار مسلمان پناہ گزین لدھیانہ سے۔ چھ ہزار دہلی سے۔ تین ہزار جالندھر سے۔ اور تین ہزار ہوشیارپور سے پاکستان کی حدود میں داخل ہوئے۔ اس کے علاوہ فوجی ٹرکوں پر ساڑھے تین ہزار مسلمان پناہ گزین امرتسر سے پانچ سو پچاس پرانا قلعہ۔ مصطفیٰ آباد اور جگادھری سے آئے۔

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق منیجر الفضل کو مخاطب کریں

ہندوستان سے الحاقِ کشمیر کو حکومت پاکستان نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا

استصواب رائے عامہ کا اعلان دھوکہ بازی ہے

لاہور ۳۰ اکتوبر۔ ایک پریس کمیونکے میں بتایا گیا ہے کہ الحاق کشمیر کے سلسلے میں استصواب رائے عامہ کا جو اعلان کیا گیا ہے وہ دھوکہ اور انتہا درجہ کا گمراہ کن ہے۔ حکومت پاکستان نے متنازعہ فیہ امور کو سلجھانے کے لئے اپنی طرف سے اپنی انتہائی کوشش کی ہے۔ اور وزیر اعظم کشمیر کو دوستانہ طریق سے مشورہ کرنے کی دعوت دی۔ مگر وزیر اعظم نے نہایت بے رخی سے کام لیتے ہوئے وقت نہ ہونے کا عذر کر کے اس تجویز کو ٹال دیا۔ تیسری بھی حکومت پاکستان نے ان کی طرف اپنا ایک خاص نمائندہ بھیجا۔ مگر وزیر اعظم نے اس سے کسی قسم کی گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔ وزیر اعظم کشمیر نے اپنی ۱۸ اکتوبر کی چٹھی میں دھمکی دی۔ کہ اگر حکومت پاکستان باہمی تنازعات کے بارہ میں ایک آزاد تحقیقاتی کمیشن مقرر کرنے پر رضامند نہ ہوئی۔ تو وہ سرحد پر ہونے والے واقعات کا مقابلہ کرنے کے لئے بیرونی امداد حاصل کرنے پر مجبور ہو گا۔ وزیر اعظم پاکستان نے اس تجویز سے فوراً اتفاق رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ کہ وہ اپنے نمائندوں کا انتخاب کر لیں۔ مگر وزیر اعظم کشمیر نے چپ سادھ لی۔ اور ۱۸ اکتوبر کو بذریعہ تار پھر سابقہ الزامات دہراتے ہوئے گورنر جنرل پاکستان کو دھمکی دی۔ کہ حکومت پاکستان کے رویہ کو اب ہرگز برداشت نہیں کیا جائیگا۔ اور کہا۔ کہ ریاست میں بیرونی امداد بلائی جا رہی ہے گورنر جنرل نے جواب میں واضح کر دیا۔ کہ بیرونی امداد کا مطالبہ ایک قسم کا چیلنج ہوگا۔ اور لکھا کہ یہ ساری کارروائی معاہدات کی خلاف ورزی کر کے انڈین یونین کے ساتھ ملنے کے لئے ایک بہانہ تلاش کرنا ہے۔

دراصل ریاست میں ہندوستانی فوجیں منگوانے کا فیصلہ انڈین یونین کے ساتھ خفیہ خط و کتابت کے ذریعہ ۱۸ اکتوبر سے پہلے ہی ہو چکا تھا۔ حکومت پاکستان نے بار بار اس بات سے انکار کیا۔ کہ ریاست پر حملہ آور پاکستان کے لوگ نہیں ہیں۔ اس کے بالمقابل پونچھ جموں بلکہ پاکستان کی سرحدی دیہات کے مسلمانوں کو قتل کرنے کے لئے خود ریاست کی فوجیں بھیجی جاتی رہیں۔ پونچھ اور جموں کے دیہات کو جلا کر راکھ کر دیا گیا۔ ایک گاؤں کے قریب ۵۰۰ سے زیادہ مسلمانوں کی لاشیں پائی گئیں حملہ آوروں نے کئی ملٹری موٹریں اور جو ان کی لاشیں ملی ہیں۔ وہ ان کی ریاست کے باوردی سپاہیوں کی تھیں۔ اس وقت تک ایک لاکھ کے قریب جموں کے مسلم پناہ گزین پاکستان میں داخل ہو چکے ہیں۔ سرحدی پٹھانوں کے جذبات پہلے ہی کافی مجروح ہو چکے تھے۔ ریاست میں ہندوستانی فوجوں کے داخلہ اور جموں میں مسلمانوں کے قتل عام نے ان کو مزید مشتعل کر دیا۔ پس ان کے ریاست میں داخلہ کی ذمہ داری کلیۃً خود حکومت کشمیر پر ہے۔

پس انڈین ڈومینین کے ساتھ ریاست کشمیر کے الحاق کی بنیاد دھوکہ بازی اور بدعہدی پر ہے۔ اور استصواب رائے عامہ کا جو طریق پیش کیا گیا ہے۔ وہ محض کاغذی حیثیت رکھتا ہے۔ لہٰذا حکومت پاکستان ریاست کے انڈین ڈومینین کے ساتھ الحاق کو کسی صورت میں تسلیم نہیں کر سکتی۔

امرتسر میں صفائی نہ ہونے کی وجہ سے آب و ہوا سخت خراب ہو رہی ہے

امرتسر ۳۰ اکتوبر۔ امرتسر کے مقامی حکام اور وہاں کے شہری روز افزوں کثیر التعداد میں آنے والے پناہ گزینوں کے علاوہ زائرین کی کثرت سے بہت پریشان ہو رہے ہیں۔ مقامی حکام کو ایک بڑی شکایت یہ ہے۔ کہ کارکن لوگ آمد و رفت کے لئے موٹریں اور رہنے کے لئے مکانوں اور خوراک کا مطالبہ کرتے ہیں۔ خوراک کی اس تنگی کے زمانہ میں یہ لوگ بوجھ بن جاتے ہیں۔ امرتسر کو سب سے زیادہ اور فوری ضرورت خاکروبوں کی ہے۔ کیونکہ امرتسر کی فضا خطرناک طور پر خراب ہو چکی ہے۔ کوڑے کرکٹ سے نالیاں بند ہیں۔ پٹرول کی سخت قلت ہے۔

ملک فیروز خان نون انقرہ پہنچ گئے

استنبول ۳۰ اکتوبر۔ قائد اعظم کے سفیر خاص ملک فیروز خان نون ترقی ریپبلک کی سالگرہ کی تقریب میں حکومت ترکی کی دعوت پر شرکت کرنے کی غرض سے انقرہ روانہ ہو گئے ہیں۔ روانگی سے پیشتر آپ نے فرمایا مستقبل قریب میں مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک کا جو بلاک بننے والا ہے۔ ترکی اس بلاک کا ممتاز ممبر ہوگا آپ نے فرمایا کہ پاکستان میں کمیونزم پیدا نہ ہو

ہر افغان پاکستانی بھائی کیلئے خیر سگالی کے جذبات رکھتا ہے

سفیر افغانستان کا ڈان کے نمائندہ خصوصی سے انٹرویو

کراچی ۲۸ اکتوبر۔ دولت علیہ افغانستان کے وزیر مختار اور سفیر سردار محمد نعیم خاں نے ڈان کے نمائندہ خصوصی سے انٹرویو کے دوران میں فرمایا۔ کہ انہیں تو ہر افغان کے دل میں اپنے پاکستانی بھائیوں کے لئے جذبۂ ہمدردی اور بہی خواہی نظر آتی ہے۔ آپ نے انتہائی خلوص کا اظہار فرماتے ہوئے کہا جمعیت اقوام متحدہ کے افغانی وفد نے جو رویہ اختیار کیا۔ ہمیں اس کا افسوس ہے۔ اس میں حکومت افغانستان کا مشورہ ہرگز شامل نہ تھا۔ یہ رویہ انہوں نے اپنی مرضی سے اختیار کیا۔ جس پر حکومت نے انہیں اپنی رائے واپس لینے کا حکم دیا اور حکم دیا کہ اپنی غلطی کا ازالہ کریں۔ افغانستان علاقائی توسیع کا خیال نہیں رکھتا۔ نہ اسے پاکستان کے کسی علاقے کو اپنی مملکت میں شامل کرنے کی تمنا ہے۔ بلکہ ہم اس کے آرزو مند ہیں۔ کہ پاکستان طاقتور اور فارغ البال ہو۔ اور ہمارے برادرانہ تعلقات اور زیادہ مستحکم ہو جائیں۔ پٹھانستان کے متعلق تبصرہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ ہمارا منشا صرف یہی ہے۔ کہ پٹھانوں کو اپنے طرز حکومت کا فیصلہ کرنے کا آزادانہ حق ملنا چاہیئے۔ تقسیم فلسطین کے متعلق اظہار خیالات کرتے ہوئے فرمایا۔ فلسطین کو ہرگز تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے فرمایا۔ افغانستان جادۂ ترقی پر گامزن ہے۔ حکومت ترقی اور تعمیر کے کاموں کو نافذ العمل کر رہی ہے۔ عوام کی طرف سے کامل تعاون کیا جا رہا ہے۔

مشہور ڈاکوؤں کے گروہ کی گرفتاری

امرتسر ۳۰ اکتوبر۔ امرتسر کی پولیس نے پانچ مشہور ڈاکوؤں کو گرفتار کیا ہے جن میں لکھا سنگھ عرف کمتی بھی شامل ہے۔ جس نے گذشتہ ماہ اگست میں سیلاب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کئی ہزار ایکڑ زمین پر زبردستی قبضہ کر لیا تھا۔ اور خود راجہ بننے کا اعلان کیا تھا۔ یہ جگہ ہندوستان اور پاکستان کی سرحد پر قصور کے قریب واقع ہے۔ اس ٹولی کے قبضہ سے لوٹ مار کے مال کے علاوہ ۳۰۳ کی تین رائفلیں دو ڈبل بور کی بندوقیں اور پانچ ہینڈ گرنیڈ بھی برآمد ہوئے ہیں۔

والٹن کیمپ میں پناہ گزینوں کی تعداد

لاہور ۲۹ اکتوبر۔ والٹن کیمپ میں پناہ گزینوں کی کل تعداد ۱۱۵۵۰۸ تھی۔ جن میں سے ۲۷۲۹۵ بھیج دیئے گئے۔ ۲۰ اموات ہوئیں ہیضہ کا آج تک کوئی کیس نہیں ہوا۔

مشرقی پنجاب اسمبلی کا پہلا اجلاس

شملہ ۳۰ اکتوبر۔ مشرقی پنجاب اسمبلی کا پہلا اجلاس یکم نومبر سے شروع ہوگا۔ حلف وفاداری اٹھانے کے بعد صدر کا انتخاب ہوگا۔ ۱۵ اگست سے ۳۱ مارچ تک کی درمیانی مدت کے لئے میزانیہ پیش کیا جائیگا۔ ڈاکٹر گوپی چند بھارگوا وزیر اعظم ہونے کے علاوہ وزیر مالیات کی حیثیت سے اپنی گورنمنٹ کی طرف سے بجٹ پیش کریں گے۔

ہندوستان میں شدید قحط کا خطرہ

مسز وجیا لکشمی پنڈت نے اوورسیز پریس کلب میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہندوستان میں آئندہ چند ہفتوں میں شدید قحط رونما ہونے والا ہے گذشتہ سال تیس لاکھ ٹن اناج کا خسارہ رہا تھا۔ امسال سیلابوں کی وجہ سے کم از کم پچاس لاکھ ٹن اناج کی کمی رہے گی۔

فساد زدہ علاقے قرار دیئے گئے

لکھنؤ ۳۰ اکتوبر۔ ضلع علی گڑھ اور ضلع بدایوں میں تحصیل بدایوں کو بھی عرصہ تین ماہ کے لئے فساد زدہ علاقہ قرار دے دیا ہے۔

شیخ اے حسن کا نیا عہدہ

کراچی ۳۰ اکتوبر۔ حکومت پاکستان کی ایک اطلاع ہے۔ کہ شیخ اے حسن کو آنریبل صدر پاکستان دستور ساز اسمبلی کے پرائیویٹ سکرٹری کی عارضی اسامی پر متعین کیا گیا ہے۔

مشرقی پنجاب کے وزراء کا الاؤنس

شملہ ۳۰ اکتوبر۔ مشرقی پنجاب کے پہلے اجلاس میں ایک مسودہ قانون پاس کیا جائیگا۔ جس کی رو سے وزراء کو تنخواہوں کے علاوہ ۶۰۰ روپیہ سالانہ موٹر کار الاؤنس کے طور پر ملا کریگا۔ رہائش کے لئے